REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۴۹

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ

عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم پنجشنبہ

۲۶ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ

فی پرچہ ۱۰ نئے پیسے

جلد ۴۹/۱۴ | ۱۷ نبوت ۱۳۳۹ ہش | ۱۷ نومبر ۱۹۶۰ء | نمبر ۲۶۵

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ بخیریت لاہور پہنچ گئے

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب لاہور —

لاہور ۱۵ نومبر۔ بوقت ۸ بجے شام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ آج صبح ساڑھے نو بجے ربوہ سے روانہ ہوکر پونے ایک بجے اللہ تعالےٰ کے فضل سے بخیریت لاہور پہونچ گئے۔ راستہ میں طبیعت اچھی رہی۔ البتہ سفر کی وجہ سے کچھ کوفت ہوئی۔ اس وقت طبیعت بہتر ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات

اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے

اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی

مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ انکے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام قریب آرہے ہیں۔ احباب جماعت کو اس جلسہ میں شرکت کی ابھی سے تیاری شروع کردینی چاہیئے۔ اور یہ عزم کر لینا چاہیئے کہ وہ انشاء اللہ العزیز اس مبارک اجتماع میں ضرور شریک ہوں گے اور اس کی ان عظیم الشان برکتوں اور سعادتوں سے حصہ لیں گے جو اللہ تعالےٰ نے اس کے ساتھ وابستہ کی ہیں۔ اس میں شمولیت سے وہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک درد و سوز میں ڈوبی ہوئی ان دعاؤں کے وارث ٹھہریں گے جو مسیح پاک علیہ السلام نے ان تمام لوگوں کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور مانگیں۔ کہ جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان دعاؤں کا وارث ٹھہرنا کوئی معمولی انعام نہیں ہے۔ یہ وہ سعادت ہے کہ اگر اس کے حصول کے لئے انسان کو تکلیف بھی اٹھانی پڑے تو وہ اسے عین راحت سمجھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس للّٰہی جلسہ کی عظمت و اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اسکی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں جاتی۔ اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ بالآخر مَیں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کیلئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کردے۔ اور ان کے ہمّ و غم دُور فرمادے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے۔ اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکلکشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما۔ کہ ہر ایک قوت و طاقت تجھ ہی کو ہے۔" آمین ثم آمین

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۱۷ ر نومبر ۱۹۶۰ء

یورپ کی مادی تحریکیں اور مسلمان

سلسلہ کے لئے دیکھو الفضل ۱۳ ر نومبر ۱۹۶۰ء

الفضل کی ایک حالیہ گذشتہ اشاعت میں ہم نے صوفی نذیر احمد صاحب کا ایک طویل حوالہ آخر میں درج کیا تھا جس میں صوفی صاحب نے واضح کیا ہے کہ کس طرح اسلام میں پرویز صاحب اللہ تعالیٰ کی ایک صفت "رب العالمین" سے نظام ربوبیت اور مودودی صاحب اللہ تعالیٰ کی دوسری صفت احکم الحاکمین سے "نظام حکومتِ الٰہیہ" کے کلیاتی نظریات پیش کرتے ہیں۔ صوفی نذیر احمد صاحب کے مضمون متذکرہ میں سے ایک عبارت یہاں مزید نقل کی جاتی ہے جس سے اس امر کی مزید وضاحت ہوتی ہے آپ مودودی صاحب کے متعلق لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"ہمارے پرویز میاں کی طرح وہ بھی اصلاح کے بجائے انقلاب ہی کو مؤثر قرار دیتا ہے (یہ علاحدہ بات ہے کہ اسے پورے قرآن میں انقلاب کا نام تک نہ ملے۔ اور وہ بالکل پرویز صاحب ہی کی طرح انقلاب اور اس کے طریق عمل کے لئے امپورٹ اکسپورٹ کا وطیرہ اختیار کرے۔ یعنی یہ طور طریقے باہر سے لائے) وہ پرویز صاحب کی طرح دین کو ایک کلی انداز کا نظام فکر مانتا ہے۔ لہٰذا سیاسی قوت کے ذریعہ "نظام فکر" کو نافذ کرنے کے لئے حکومت پر قبضہ ضروری سمجھتا ہے۔ مگر اس کے پیش نظر بالتعیین غایت صرف احکام خداوندی کا نفاذ ہے۔ اور پرویز صاحب کے نزدیک نظام ربوبیت کو ہمہ گیر کرنا ہے۔ مگر دونوں میں سے ہر ایک اپنے نقطۂ آغاز میں بھی اور غرض و غایت کے معین کرنے میں بھی ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہوئے بھی صرف قرآن کی بنیاد پر اپنے آپ کو تنہا کل دین کا داعی اور عامل بتاتے ہیں۔ اور باقی ہما شما کو وہی پوجا پاٹ کرنے والے اوہام پرست بتاتے ہیں اور بتانے کے لئے اس لئے مجبور ہیں کہ اگر ایسا نہ کریں تو ان کا کلیتِ حقہ کا داعی ہونے کا دعویٰ (جو محض ایک منطقی فرضیہ ہے جیسا کہ ابھی عرض کر دیا جائے گا) بے بنیاد ہو جاتا ہے وہ ایک جداگانہ امت حقہ کی کلی (نداز کی تنظیم کا حق کھو بیٹھتا ہے وہ سارے لیڈرانہ اور حاکمانہ امتیازوں سے محروم ہو کر عباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ھونا" (رحمٰن کے بندے جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں) کے درجے پر قانع ہونے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔"

(الاعتصام ۱۱ ر نومبر ۶۰ء)

اس کے بعد صوفی صاحب ایک اور شخص کی مثال لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے الرحمٰن الرحیم ہونے کی صفت پر اپنا نظام رحمت ترتیب دیتا ہے۔ صوفی صاحب ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو:-

"اب دونوں کلیتِ حقہ کے داعیوں کے مقابل ایک تیسرے حساس و ذہین آدمی کی مثال پیش کرتا ہوں۔ فرض کرو ایک شخص موجودہ دور کی عالمگیر بدنظمی ظلم۔ فریب اور فساد مسلسل کو دیکھتا ہے اور غایت درجہ متاثر ہو کر اس سب کے لئے علاج سوچنے پر مصروف ہو جاتا ہے اسے بالآخر یہ سوجھائی دیتا ہے کہ اس ساری خود غرضی پر مبنی بدنظمی ظلم و زیادتی اور فساد مسلسل کا علاج صرف ایک ہے اور وہ ہے جذبۂ رحمت کی عالمگیر تبلیغ یہاں تک کہ ساری انسانی بستی "رحماء بینھم" کی تصویر بن جائے اب ٹھیک اپنے اسی جذبے کو سینے میں دابے ہوئے وہ قرآن مجید کی طرف متوجہ ہوتا ہے اب اس کی حیرت لماخوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ جب وہ دیکھتا ہے کہ قرآن کا نقطۂ آغاز ہی "رحمٰن و رحیم" اللہ سے ہوتا ہے اب نیچے کی سطر پر نظر ڈالتا ہے تو رب العالمین کے بعد پھر "رحمٰن و رحیم" کا تکرار دیکھتا ہے پھر ہر ہر سورت کا دیباچہ و آغاز بھی اسی صفت رحمت کے دہرے دہرے تکرار سے دیکھتا چلا جاتا ہے۔ رسول کریمؐ کا امتیازی مرتبہ ہی اسے "رحمۃ للعالمین" اور "بالمومنین رؤف رحیم" نظر آتا ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتی ناموں میں سے اسے صفت رحمت کا دائرہ سب سے زیادہ وسیع معلوم ہوتا ہے "رحمتی وسعت کل شیئٍ" (میری رحمت نے ہر چیز کو گھیر رکھا ہے) تمام امتوں کے مقابل امت اسلامیہ کی قرآن نے جو مرکزی خصوصیات بتائی ہیں ان میں سے اپنے سارے معاملات و تعلقات کو طے کرنے کے لئے جس صفت کو خاص کیا گیا ہے وہ یہی شدید ربط باہم پیدا کرنے والی صفت "رحماء بینھم" ہے۔

یہ سارا سلسلۂ رحمت دیکھنے کے بعد اسے یقین ہو جاتا ہے کہ صدر میں ذکر کردہ دونوں نظامات فکر علی وجہ البصیرت باطل ہیں۔ اصل میں قرآن مجید کتاب رحمت ہے۔ اب وہ اسی مستقل بصیرت سے صدر کے دونوں مفکرین کو جاہل قرار دے کر اور "ما لھم بہ من علم۔ ان یتبعون الا الظن وان ھم الا یخرصون (ان کے پاس اس کے متعلق کوئی یقین بخش بصیرت نہیں۔ یہ محض ظنیات کے پجاری ہیں۔ محض انکل پچو قسم کی باتیں کرتے ہیں) کا کھلا کھلا فتویٰ ان پر دیتے ہوئے بالکل "بھٹکتی ہوئی مارگ" (رحمت و محبت کا راستہ) کے اصول پر سارے قرآن مجید کی تعلیم کو چسپاں کر دیتا ہے اور بخیال خود ازل سے ابد تک پھیلنے کی صلاحیت رکھنے والا نظام فکر مرتب کرتے ہوئے اسے عالمگیر کرنے کے لئے ایک داعی و مبلغ کی شکل میں میدان میں کود پڑتا ہے اور ایک جامع و مانع (.) پارٹی (فرقہ) اپنی یادگار چھوڑ جاتا ہے۔" (الاعتصام ۱۱ ر نومبر ۶۰ء)

صوفی صاحب نظاموں کی اس بوقلمونی سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں:-

"یہ وہ تاریخی اور واقعاتی حقائق ہیں جو آج بھی ہمارے سامنے ہیں اور تمام ملل و اقوام کی بنیادوں میں بدنظمی و نادگی کے اصولوں کو داخل کرنے والے پوری تاریخ میں بالکل ایسے ہی لوگ نظر آتے ہیں قرآن اس تاریخ کی طرف "وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتھم البینۃ" (آسمانی کتاب کے عاملین نے تفرقہ اس کے بعد پیدا کیا جب کہ ان کے پاس واضح دلیل آچکی) سے اشارہ کرتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ہدایت کے بعد یہ تفرقے کی راہ انہوں نے کیوں اختیار کی تو دوسری جگہوں پر اس کا سبب قرآن "بغیا بینھم" (ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کی نیت سے انہوں نے ایسا کیا) بتاتا ہے۔ اب خوب غور کیا جائے کہ ایک دوسرے کے مقابلہ ان سارے کہ تازوں کا کب عمل ہے "بغیا بینھم" یا "رحماء بینھم"۔ پہلا ہے تو یہ دین کے باغی ہیں۔ اب دوسرا سوال یہ ہے کہ خود امت سے ان کا کیا تعلق ہے اگر پہلا ہے تو ملت کے بھی باغی ہیں اور اگر آپس میں بھی اور ملت محمدیہ کے ساتھ بھی صرف دوسرا تعلق ہے تو پھر "جامع و مانع نظام فکر" کا اندازِ فکر و عمل بے بنیاد بلکہ باطل ہو گئے ہیں۔"

(الاعتصام ۱۱ ر نومبر ۶۰ء)

صوفی صاحب آخری نتیجہ کتنے نپے تلے اور واضح الفاظ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں:-

"بہر حال اللہ پاک کے ایک ایک اسم صفت سے اپنے اپنے ذوق کے مطابق ایک ایک "نظام فکر" گھڑنا فکر و نظری کی تاریخ کی قدیم سے عادت چلی آتی ہے۔ نئے دور نے صرف اس قدر اس میں زیادتی (فلسفیانہ اعتبار سے اسے کمی بھی کہہ سکتے ہیں) کی ہے کہ اس نے اس میں سے تمام یا اکثر ان اجزاء کو حذف کرنا شروع کر دیا ہے کہ جن اجزاء کا سیاست اور اس کے فوری مطلبوں اور تقاضوں سے تعلق نہ ہو فلسفے کے اس جدید رجحان کو غالباً "اثباتیت" کہتے ہیں صدر کی تینوں مثالیں — "نظام ربوبیت" "نظام حکومت الٰہی اور نظام رحمتِ عمومی — عرض کردہ شکل میں "اثباتیت" سے ملتے جلتے تین نظامات فکر تو کہلا سکتے ہیں۔ مگر دین کسی صورت نہیں کہلا سکتا۔ دین کی اساس تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے بعد اس کی تمام صفات پر ایمان لانے اور اس کے بعد ان تمام صفات کے تقاضوں کے طور پر جو مختلف النوع اور مختلف الدوائر اوامر و نواہی دئے گئے ہیں انہیں تسلیم کرتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونے کی مسلسل کوشش کا نام ہے۔ اصولاً صدر کے تینوں مکتب فکر اور ایسے تمام اور مکاتب فکر "الحاد فی الاسماء" کے ساتھ ہی "الحاد فی کلمات" بھی ہیں۔ اور اس کا عرانی نتیجہ صرف اور محض یہ ہے کہ دین کے سبیل واحد کو کفر کے سُبلِ متفرقہ میں بدل کر ایک ملت کی اساس و بنیاد اکھیڑ کر پھینک دی جائے۔ قرآن کہتا ہے۔

"اتبعوا سبیل من اناب الی ولا تتبع السبل فتفرق بکم عن سبیلہ"

اس شخص کا اتباع کرو جو میری طرف انابت صحیحہ کر چکا ہے (انبیاء و مرسل مراد ہیں) مگر متفرق راہوں پر نہ پڑ جاؤ اس لئے کہ وہ تمہیں تتر بتر کر دیں گی۔

(الاعتصام ۱۱ ر نومبر ۶۰ء)

صوفی صاحب نے اس بات کو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت لیکر اسکے گرد تمام قرآن کریم کی تعلیمات کو گھمانا اور اسکے مطابق قرآن کریم کے ہر حکم کی تفسیر کر ڈالنا اپنے اپنے خیال کے مطابق ایک نظام الٰہی ترتیب دینا دراصل اسلام میں تفرقہ کا باعث ہے نہایت خوبی سے بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہم نے اپنے متذکرہ اداریہ میں واضح کیا ہے پرویز صاحب اور مودودی صاحب یورپ کے مادی تحریکوں اشتراکیت اور فاشزم سے متاثر ہوئے ہیں اور انہوں نے اگرچہ ان تحریکوں کا مطالعہ بھی مکمل نہیں کیا ہوا اور ان کا ان تحریکوں کے متعلق بھی علم ادھورا ہی ہے اس لئے دونوں کہیں کہیں چوک بھی جاتے ہیں۔ بہرحال یہ دونوں تحریکیں چونکہ یورپ کی مادی ذہنیت سے متاثر ہو کر اٹھائی گئی ہیں اس لئے یہ خود بھی مادی حدود تک ہی آ کر رہ جاتی ہیں۔ واضح الفاظ میں پرویز صاحب کا "نظام ربوبیت" محض "شکم پری" پر ختم ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح مودودی صاحب کا "نظام حکومت الٰہیہ" محض حصول اقتدار

(باقی صفحہ ۸ پر)

ملفوظات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ

اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو

اس حدیث نبوی میں اصلاح اعمال اور قیام امن کا ایک اعلیٰ درجہ کا گر بیان کیا گیا ہے

فرمودہ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے یہ غیر مطبوعہ ملفوظات ہیں جنہیں صیغہ زود نویسی اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

فرمایا:۔ دنیا میں

نیکی کا معیار

معلوم کرنا مشکل کام ہے۔ یوں تو نام کے لحاظ سے ہر شخص یہی سمجھتا ہے۔ کہ مجھے نیکی کا پتہ ہے۔ لیکن جب عادت رسم و رواج اور عقل و فکر کا اثر پڑتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ بہت کم لوگ نیکی کے معنے سمجھتے ہیں۔ ان سب سے ایسا رنگ دماغ پر پڑتا ہے۔ جس سے نیکی کی تعریف بدی بن جاتی ہے اور بدی کی تعریف نیکی بن جاتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک چور میرے پاس علاج کرانے کے لئے آیا۔ میں نے علاج کے ساتھ ساتھ اسے نصیحت بھی کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ میں نے اسے کہا یہ چوری کا پیشہ نہایت برا فعل ہے۔ اس کو چھوڑ دو۔ اور محنت کر کے حلال رزق کھایا کرو۔ وہ کہنے لگا۔ آپ عجیب بات کر رہے ہیں۔ جب حلال کے یہ معنے ہیں کہ محنت کی جائے۔ تو ہم بھی تو محنت ہی کرتے ہیں۔ لوگ جو کمائی کرتے ہیں وہ بھی محنت سے کرتے ہیں۔ اور ہم جو کمائی کرتے ہیں وہ ان سے بھی زیادہ محنت سے کرتے ہیں۔ اور ہم جس شخص کا مال چراتے ہیں۔ اس کو اس کی غفلت کی سزا ملتی ہے۔ ورنہ ہماری محنت میں کچھ کسر نہیں ہوتی

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

فرماتے تھے۔ جب میں نے یہ سمجھا کہ اس کی عقل بالکل مسخ ہو چکی ہے۔ اور اب یہ نصیحت کو نہیں سمجھ سکتا۔ اور اسی لئے یہ اپنے معیار کو ٹھیک سمجھتا ہے۔ اور جب تک یہ اسی طرح سمجھتا رہے۔ اس پر نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوگا۔ میں نے دوسری باتیں شروع کر دیں جب یہ باتیں اس کے دماغ سے بالکل نکل جائیں

جب میں نے سمجھا کہ وہ باتیں اس کے دماغ سے نکل چکی ہیں۔ تو میں نے اس سے پوچھا تم چوری کس طرح کرتے ہو۔ کس طرح نقب لگاتے ہو کس طرح مال لے جاتے ہو۔ اور کس طرح بیچتے ہو۔ وہ کہنے لگا اس کام میں ہمارے ساتھ کئی آدمی شامل ہوتے ہیں۔ اکیلا آدمی اس کام کو نہیں کر سکتا۔ ایک آدمی ہمارے ساتھ ہوتا ہے وہ ہمیں خبر دیتا ہے۔ کہ مال کہاں ہے۔ اور مال تک پہنچنے کا رستہ کہاں ہے۔ اور اس کام کو اسی گھر کا نوکر خاکروب سقہ یا دھوبی دھوبن وغیرہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس گھر کے

ہر قسم کے حالات سے واقف ہوتے ہیں

وہ جانتے ہیں کہ قیمتی اسباب کہاں رکھا رہتا ہے نقدی کہاں محفوظ ہے۔ زیورات کونسے ٹرنک میں ہیں۔ اور تالے کس قسم کے ہیں۔ مکان کے اندر جانے کا کونسا رستہ ہے۔ اور اگر بھاگنا پڑے تو کونسے راستے آسانی سے بھاگا جا سکتا ہے۔ ان سب چیزوں کی واقفیت سوائے ایسے آدمی کے جو مکان کے اندر رہتا ہو۔ یا اس مکان میں اکثر آمد و رفت رکھتا ہو نہیں ہو سکتی۔ اس کام کے لئے ہم گھر کے نوکر دھوبی۔ سقہ۔ یا خاکروب وغیرہ میں سے کسی ایک کو دوست بنا لیتے ہیں۔ اور اس کو لالچ اور طمع دیکر ہر قسم کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں۔ اس قسم کے آدمی کے سوا ہماری کامیابی ناممکن سی ہوتی ہے۔ دوسرے ہمیں ایک ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو دیوار میں سینده لگانے میں مہارت رکھتا ہو اور

یہ ایک خاص فن ہے

کیونکہ اینٹیں یا مٹی اکھیڑتے وقت ذرا سی آواز بھی پیدا ہو جائے۔ تو مالک جاگ اٹھتے ہیں۔ ہماری غرض تو یہ ہوتی ہے کہ مالک خواہ

سو رہے ہوں یا جاگ رہے ہوں۔ انکو پتہ ہی نہ لگ سکے۔ پس ہمیں ایسے سینده لگانے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو اپنے کام میں کافی ماہر ہو۔ اور ایسے آدمی سے ہم کوئی اور کام نہیں لیتے۔ تیسرے ہمیں ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے، جو مکان کی نکڑ پر کھڑا رہے، تاوقتیکہ مال نکال لینے والے مال نکال کر مکان سے باہر نہ آ جائیں۔ اس کام کے لئے ہم اسے منتخب کرتے ہیں۔ جو نہایت ہوشیار اور زیرک ہو۔ اور جو اس قسم کا پارٹ ادا کر سکے کہ اسکو اگر گاؤں کا کوئی آدمی مل جائے۔ تو وہ یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ یہ چور ہے۔ اور جب کوئی خطرہ درپیش ہو۔ تو وہ سینده لگانے والوں اور مکان کے اندر گھسنے والوں کو سیٹی کے ذریعہ سے یا چرندوں اور پرندوں کی بولی سے ہوشیار کر دے کہ وہ اپنے آپکو سنبھال لیں۔ اس کے علاوہ ہمارے دو آدمی سینده لگانے والے کے ساتھ مقرر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو سینده کے باہر کھڑا رہتا ہے اور دوسرا مکان کے اندر جاتا ہے۔ اور مال نکالتا ہے۔ سینده لگانے والا تو سینده لگا چکنے کے بعد فوراً چلا جاتا ہے۔ کیونکہ

اس کے پاس آلات ہوتے ہیں

اور ان کا پکڑا جانا خطرناک ہوتا ہے۔ اور اندر سے مال نکالنے والا باہر والے آدمی کے ہاتھ میں مال پکڑاتا جاتا ہے۔ پھر ہمارے اس کام میں ایک سنار بھی شریک ہوتا ہے۔ اور وہ سارا مال جو سونے چاندی کے زیورات یا ہیرے جواہرات کی صورت میں اس سنار کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اور سنار اس میں سے ہیرے موتی اور جواہرات۔ سونا اور چاندی الگ الگ کر دیتا ہے۔ اور سونے چاندی کے زیورات کو پگھلا دیتا ہے۔ اس کے بعد ہر ایک کا حصہ مقرر کیا جاتا ہے

اور سامان کو بانٹ لیا جاتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جب وہ چور اپنے حالات سناتے سناتے یہاں پہنچا تو میں نے اسے کہا کہ اگر وہ سنار تمہارا مال کھا جائے تو؟ اس پر وہ چور نہایت جوش میں آ کر کہنے لگا کیا وہ سنار ایسا بے ایمان ہو سکتا ہے کہ ہمارا مال کھا جائے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے کہا تم تو ابھی کہہ رہے تھے۔ کہ ہماری حلال کی کمائی ہے۔ اور اگر سنار بھی تمہاری طرح محنت کرے اور تمہارے مال میں سے کھا جائے تو کیا یہ اس کی محنت نہ ہوگی؟ پس اندازہ لگاؤ کہ کتنی محنت سے اس کو بتانا پڑا کہ بے ایمانی کیا ہوتی ہے۔ عام دلائل سے ایسا شخص کبھی نہیں مان سکتا تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کے متعلق

ایک نہایت لطیف گر

بتایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایمان یہ ہے کہ یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ مومن اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند کرے۔ جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ اس سے آپ نے ایمان اور بے ایمانی میں فرق کر کے دکھا دیا۔ یعنی جو اس پر عمل نہیں کرتا۔ وہ یقیناً مومن نہیں کہلا سکتا۔ یہاں بھی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے وہی گر استعمال کیا۔ اس کی چوری سنار کی طرف منسوب کی گئی۔ تو اس کو بے ایمانی نظر آنے لگ گئی۔ پس یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا معیار ہے۔ اگر انسان اس معیار پر قائم رہے تو اسکے اعمال درست رہتے ہیں۔ ایک شخص کسی سے روپیہ لے لیتا ہے مگر جب دینے کا وقت آتا ہے۔ تو قرضخواہ سے کہتا ہے "دے ہی دینگے" "کل لے لینا" "تنخواہ پر لے لینا" "مر تو نہیں جاؤنگا" مگر جب یہی معاملہ خود اس کو پیش آتا ہے۔ تو لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کیسے بے ایمان لوگ ہیں ایک تو روپیہ دو دوسرے ان کے پیچھے پیچھے پھرو۔ اس وقت وہی شخص جو دوسروں کے ساتھ یہ سلوک جائز سمجھتا تھا۔ جب اپنے ساتھ ہوا تو شکوہ اور شکایت کرنے لگ گیا۔ اگر انسان دوسروں کے ساتھ بھی وہی سلوک چاہے جو وہ اپنے ساتھ چاہتا ہے تو کبھی جھگڑے اور فساد نہ ہونے پائیں۔ اس نکتہ کو سامنے نہ رکھنے کی وجہ سے لوگ غلطیاں کر جاتے ہیں جو بہت زیادہ خرابیوں اور فسادات کا پیش خیمہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر جو بعض خاص امراض کے علاج کے لئے دو دو اڑھائی اڑھائی ہزار تک فیس لے لیتے ہیں اور اپریشن کر چکنے کے بعد مریض کی خبر نہیں لیتے اور اگر ان سے کوئی کہے کہ آپ نے اپریشن کرنے کے بعد مریض کی خبر ہی نہیں لی تو کہتے ہیں میں ہی کا نوکر تھوڑا ہوں جو ہر وقت مریض کے پاس بیٹھا رہوں۔ اگر اسی ڈاکٹر کی بیوی یا بچہ یا اور کوئی رشتہ دار بیمار ہو جائے اور اسکے ساتھ کوئی دوسرا ڈاکٹر یہی سلوک کرے۔ تو وہ کہتا ہے دیکھو دنیا کتنی خود غرض ہو گئی ہے

فلاں نے فیس بٹور کر جیب گرم کر لی اور مریض کی خبر تک نہیں لی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ

اصل وجہ خرابی کی یہی ہے

جس پر اس نے عمل نہیں کیا اور جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یُحِبُّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ ہر شخص اپنے لئے اور پیمانہ استعمال کرتا ہے مگر دوسرے کے لئے اور پیمانہ استعمال کرنا شروع کر دیتا ہے اگر لوگوں کی یہ عادت دور ہو جائے تو بہت سی خرابیاں مٹ سکتی ہیں۔ ہندوستان میں جو خرابیاں خطرناک صورت اختیار کرتی جا رہی ہیں وہ بھی اسی بدعادت کے نتیجہ میں ہیں کہ لوگ دوسروں کے لئے وہ سلوک پسند کرتے ہیں جو اپنے لئے انہیں ناگوار گزرتا ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ بعض جگہ ہندوؤں سے جبراً کلمہ پڑھوایا گیا ہے۔ اب اگر یہ درست ہے تو غور کرو کہ

یہ کتنی گندی ذہنیت ہے

اگر ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ کسی مسلمان کو جبراً غیر مسلم بنایا جائے تو کسی غیر مسلم کو جبراً مسلمان بنانا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ اس کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ ان ہندوؤں کے دلوں میں تو کلمہ کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی مگر ان کو جبری کلمہ پڑھا دیا گیا۔ تم اپنے نفس کو ٹٹولو کہ اگر تمہاری بیٹی یا بیٹا یا بہن یا بھائی یا کوئی اور رشتہ دار صرف منہ سے کلمہ پڑھے اور اس کے دل میں کلمہ کیلئے ذرا بھی عزت نہ ہو اور وہ دل سے کلمہ نہ پڑھتا ہو اور تمہیں پتہ لگ جائے کہ تمہارا بیٹا یا باپ یا بھائی صرف منہ سے کلمہ پڑھتا ہے۔ ورنہ دل میں وہ اس کے خلاف ہے تو یہ جان لینے کے بعد اگر تم ذرا بھی شریف ہوگے تو تم اس کو مارو گے۔ اور اگر تمہارا اپنے نفس پر کچھ قابو ہوگا تو تم رونے لگ جاؤ گے اور اگر اور بھی زیادہ نفس پر قابو ہوگا۔ تو دل ہی دل میں اسے برا بھلا کہو گے پس مسلمان ناواقفیت اور بے عملی کی وجہ سے اس چیز کو خوبی سمجھنے لگ گئے ہیں۔ ورنہ اصل میں یہ خوبی نہیں بلکہ نہایت بد فعل ہے۔ اگر تم اپنی ماں۔ بہن۔ بیٹی بیٹے۔ بھائی یا باپ کے متعلق ایسے واقعات کو عذاب اور بلا سمجھتے ہو اور اگر یہ فی الواقعہ عذاب اور بلا ہیں تو کسی سے

جبری کلمہ پڑھانا کونسی خوبی ہے

اور اللہ تعالےٰ کی نگاہ میں اس کی کیا قدر و قیمت ہو سکتی ہے اور پھر اسلام میں ایسا کرنا کہاں تک جائز ہے جبکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے نہایت بین الفاظ میں فرما دیا ہے کہ لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ دین کے معاملہ میں اکراہ اور جبر ہرگز جائز نہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ اے علیؓ اگر ایک شخص کو بھی تیرے ذریعے ہدایت نصیب ہو جائے تو یہ اس سے بدرجہا بہتر ہوگی اور تجھے اس سے بہت زیادہ خوشی ہونی چاہیئے جتنی دو پہاڑیوں کے درمیان کسی وادی میں تیری بکریوں اور بھیڑوں کا بڑا بھاری گلہ کھڑا ہو اور تو اس کو دیکھ کر خوش ہو اس کے برعکس کسی کو جبراً کلمہ پڑھانا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ کسی کو زبردستی کلمہ پڑھانا گویا اس کی ضمیر کو کچلنا ہے۔ اور ضمیر سے قیمتی کوئی چیز نہیں۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ جس شخص نے کسی ہندو کو جبری کلمہ پڑھوایا ہے وہ خدا تعالےٰ کے حکم کا منکر ہے۔ وہ قرآن کریم کا باغی ہے وہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کو جھٹلاتا ہے۔ وہ اسلام سے تمسخر کرتا ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جس پر حجت تمام نہیں ہوئی اس کو موقعہ دیا جائیگا اور خدا ایسے آدمی کو کوئی سزا نہیں دیگا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کا فطرتی ایمان کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا اور اس کے لئے

سب سے مقدم چیز ضمیر ہے

اور ایمان پر ضمیر کا غلبہ ہے یعنی ایمان ضمیر کے تابع ہے۔ ضمیر ایمان کے تابع نہیں۔

(باقی)

غرباء کے لئے پارچات

سردی کا موسم آگیا ہے۔ بہت سے غرباء کی طرف سے گرم پارچات کے لئے یا سوتی ہوئے کپڑوں۔ کمبلوں اور سویٹروں کے لئے درخواستیں آرہی ہیں۔ لہٰذا مخیر احباب کرام اپنے غریب بھائیوں کا خاص خیال رکھتے ہوئے نئے یا مستعمل لیکن مزید قابل استعمال پارچات جلد از جلد دفتر ہذا میں بھجوا کر ممنون فرمائیں اور جلسہ سالانہ پر ساتھ لانے کے خیال پر نہ رہیں تا مستحقین کی بروقت امداد ہو سکے۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

درخواست دعا

مکرم منشی محمد الدین صاحب ٹھیکیدار دھبہ سرگودھا ایک عرصہ سے بیمار ہیں۔ آجکل زیادہ تکلیف ہے۔ احباب ان کی کامل و عاجل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ پاکستان سنہ ۱۹۶۰ء

پہلا دن ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز سوموار

پہلا اجلاس

۹-۱۵ تا ۹-۴۵ — تلاوت قرآن کریم

۹-۴۵ تا ۱۰-۱۵ — افتتاحی تقریر — سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

۱۰-۱۵ تا ۱۱-۰۰ — اسلام اور غیر مسلم رعایا — صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ

۱۱-۰۰ تا ۱۱-۴۵ — حضرت مسیح علیہ السلام کا صلیبی موت سے بچنا اور کشمیر میں ورود جدید شواہد کی روشنی میں — جناب مولانا شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

۱۱-۴۵ تا ۱-۰۰ — تیاری نماز

۱-۰۰ تا ۱-۴۵ — نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۱-۴۵ تا ۲-۰۰ — تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۰۰ تا ۲-۴۵ — تقویٰ اللہ اور اس کے حصول کے ذرائع — جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ سرگودھا

۲-۴۵ تا ۳-۳۰ — عقائد احمدیت پر اعتراضات اور ان کے جوابات — جناب قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری

دوسرا دن ۲۷ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز منگل

پہلا اجلاس

۹-۱۵ تا ۹-۳۰ — تلاوت قرآن کریم و نظم

۹-۳۰ تا ۱۰-۱۵ — سیرت نبوی احادیث کی روشنی میں — جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب۔ ناظر امور خارجہ

۱۰-۱۵ تا ۱۱-۱۵ — ذکر حبیب — حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

۱۱-۱۵ تا ۱۲-۰۰ — اسلام کا عالمگیر غلبہ — جناب مولانا جلال الدین صاحب شمس سابق مبلغ بلاد عربیہ و انگلستان

۱۲-۰۰ تا ۱-۰۰ — تیاری نماز

۱-۰۰ تا ۱-۳۰ — نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۱-۳۰ تا ۱-۴۵ — اعلانات و پیغامات

۱-۴۵ تا ۲-۰۰ — تلاوت قرآن کریم و نظم

۲-۰۰ تا ۲-۴۵ — وقف جدید کی اہمیت — صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب

۲-۴۵ تا ۳-۳۰ — ختم نبوت کی دائمی برکات — جناب مولانا عبدالمالک خانصاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تیسرا دن ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء بروز بدھ

پہلا اجلاس

۹-۱۵ تا ۹-۳۰ — تلاوت قرآن کریم و نظم

۹-۳۰ تا ۱۰-۱۵ — اسلام اور سوشلزم — جناب پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم اے ہیڈ آف سائیکالوجی۔ کراچی یونیورسٹی

۱۰-۱۵ تا ۱۱-۱۵ — افریقہ میں اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ — جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خانصاحب جج عالمی عدالت

۱۱-۱۵ تا ۱۲-۰۰ — بہائی تحریک پر تبصرہ — جناب مولانا ابوالعطاء صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ

۱۲-۰۰ تا ۱-۰۰ — تیاری نماز

۱-۰۰ تا ۱-۳۰ — نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۱-۳۰ تا ۱-۴۵ — اعلانات و پیغامات

۱-۴۵ تا ۲-۰۰ — تلاوت قرآن کریم و نظم

دو بجے سے تقریر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

غیر مسلم مضمون نگاروں کے اسلام پر ایک اعتراض کا جواب

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی

ہندوستان کے ایک مشہور ماہنامہ "پریت لڑی" کے مضمون نگار، پروفیسر روشن لال جی۔ کے اعتراض کے ایک پہلو کا جواب ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ اور خود غیر مسلم دوانوں کی تحریرات پیش کر کے یہ ثابت کیا جا چکا ہے کہ مسلمان حکمرانوں پر یہ اعتراض بالکل غلط اور بے بنیاد ہے کہ انہوں نے تلوار کے زور سے دوسرے لوگوں کو اسلام میں داخل کیا تھا۔ آج ہم پروفیسر صاحب موصوف کے اعتراض کے دوسرے پہلو سے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ مضمون نگار نے ہندوستان میں اسلام کی آمد کو اس وجہ سے بہت بڑی مصیبت قرار دیا ہے کہ وہ بھارتی معاشرہ جو ان کے نزدیک بغیر کسی اتار چڑھاؤ کے چپ چاپ اپنی ڈگر پر چل رہا تھا اس میں اسلامی معاشرے نے آ کر رخنہ پیدا کر دیا بلکہ اس کے سارے نظام کو ہی درہم برہم کر دیا۔ جیسا کہ ان کا بیان ہے کہ:۔

"ہندوستان میں اسلام کی آمد سے یہاں بے شمار ایسے مسائل پیدا ہو گئے۔ جن کا اس سے قبل ہندوستانیوں کو کبھی سامنا نہیں ہوا تھا۔ اب یہاں سوال صرف سیاسی اقتدار کے چھن جانے کا نہ تھا بلکہ یہ بھی تھا کہ حکمرانوں کی طرف سے بھارتی معاشرے کے تمام ڈھانچہ کو مسمار کر کے ایک نئی شکل دی جا رہی تھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بغیر کسی اتار چڑھاؤ کے چپ چاپ اپنی ڈگر پر چل رہے ہندوستانی معاشرے کے لئے یہ ایک مصیبت کی گھڑی تھی۔ اور ایسی مصیبت ہندوستانی معاشرے پر اس سے قبل شاید کبھی نہیں آئی تھی"

(ترجمہ از پریت لڑی اکتوبر ۱۹۶۲ء)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا ہندوستان میں آنا اور قیام پاذیر سورن ہندوؤں کے معاشرے کے لئے جس کی بنیاد ہی عدم مساوات پر تھی مصیبت ہو تو ہو لیکن ان لاکھوں اور کروڑوں مظلوم ہندوستانیوں کے لئے اسلام کی آمد ایک رحمت اور زندگی بخش پیغام تھا جنہیں سورن ہندوؤں نے ذات پات اور مذہب کے نام پر انسانیت کے ابتدائی حقوق تک سے محروم کر رکھا تھا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک سکھ ودوان نے یہ بیان دیا ہے

"ہندو دھرم میں جہاں کئی خوبیاں ہیں وہاں اس میں یہ بہت بڑا نقص بھی ہے کہ اس میں اونچ نیچ کی تفریق اور ذات پات کا سوال پایا جاتا ہے۔ اس ذات پات میں سب سے ادنیٰ جاتی شودروں کی ہے۔ جن سے سماجی طور پر حیوانوں سے بدتر سلوک کیا جاتا رہا ہے۔

اسلام کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس میں مکمل سماجی مساوات پائی جاتی ہے۔ کئی سو سال قبل جب مسلمان ہند میں آئے تو انہوں نے تبلیغ کا کام شروع کیا۔ چھوٹی جاتیوں کو اپنے گلے سے سماجی غلامی کی لعنت کا طوق اتارنے کا موقعہ میسر آیا۔ اور وہ لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں مسلمان بن گئے پنڈتوں نے انہیں ملیچھ کہکر پکارنا شروع کر دیا اور ہندو سماج نے مکمل طور پر ان کا بائیکاٹ کر دیا بلکہ یہ سماجی نفرت کئی صدیوں تک جاری رہی"

(ترجمہ از رسالہ نویاں قیمتاں مارچ ۱۹۶۱ء)

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ جہاں ہندو معاشرے کی بنیاد عدم مساوات پر تھی اور اس میں شودر اور براہمن کا سوال بہت زوروں پر تھا۔ وہاں اسلامی معاشرے کا بنیادی مسئلہ مساوات تھا اور اس نے تمام بنی نوع انسان کو بغیر کسی نسلی۔ قومی اور ملکی امتیاز کے ایک ہی سطح پر لا کھڑا کیا تھا۔ اور تمام لوگوں کے لئے ترقی کی راہیں کھول دی تھیں یہ بات سورن ہندوؤں کے مذاق کے سراسر خلاف تھی کہ وہ قومیں جو صدیوں سے ان کی غلام چلی آ رہی تھیں۔ روزمرہ کی زندگی میں ان کے برابر حقوق حاصل کر لیں۔ اور سماج میں انہیں ان کے برابر درجہ مل جائے۔ یہ وہ بنیادی چیز تھی۔ جس نے اکثر سورن ہندوؤں کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کر دی گویا انہوں نے اسے اپنی قومی غیرت اور حمیت کے لئے ایک زبردست چیلنج تصور کیا۔ اور نہ صرف وہ مسلموں کے خلاف ہی صف آرا ہو گئے بلکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلاف بھی اپنے دلوں میں بغض اور عناد کو خوب جگہ دی۔ اور اسی بنا پر انہوں نے اسلام پر جھوٹے اور بے بنیاد اعتراض کرنے شروع کر دئے۔ جن کا سلسلہ آج تک برابر چلا آ رہا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں نے اگر چھوٹی جاتیوں کو انسانی حقوق دئے تھے تو اس میں ہندوؤں کی کسی عداوت یا دشمنی کا کوئی دخل نہ تھا۔ بلکہ مسلمان اسلامی تعلیمات کے پیش نظر اس کے بغیر اور کچھ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جب اسلام نے تمام بنی نوع انسان کے لئے یکساں حقوق مقرر کئے ہیں تو ان میں کمی بیشی کرنے کا کسی بھی مسلمان کو کوئی حق حاصل نہ تھا۔

اسلام سے قبل ہندوستان میں ہندو معاشرہ کس ڈگر پر چل رہا تھا۔ اس پر خود ہندو مصنفین نے دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہیں۔ اس معاشرے میں نہ صرف روزمرہ کی زندگی کے عام معاملات میں ہی ذات پات اور اونچ نیچ کا سوال تھا۔ بلکہ جرائم کے معاملہ میں بھی نسلی لحاظ سے ادنیٰ اعلیٰ کی تمیز کی جاتی تھی۔ اگر کسی برہمن سے بڑے سے بڑا جرم بھی سرزد ہوتا تھا۔ تو اسکے پیدائشی برہمن ہونے کی وجہ سے اسے بہت نرم سزا دی جاتی تھی۔ اور اگر کوئی شودر اس جرم کا مرتکب ہوتا تھا۔ تو اس کی پیدائش شودر گھرانہ میں ہونے کی وجہ سے سخت سے سخت سزا دی جاتی تھی۔ حتیٰ کہ بعض حالات میں اسے اسی جرم کی پاداش میں موت کے گھاٹ تک اتار دیا جاتا تھا۔ ملاحظہ ہو منوسمرتی ادھیائے ۸۔ شلوک ۲۷۳-۲۸۱-۲۳۶

ادھر اسلامی معاشرے کا یہ حال تھا کہ اس میں ہر سزا کی بنیاد جرم کی نوعیت پر تھی۔ کسی مجرم کے ادنیٰ یا اعلیٰ۔ غریب یا امیر ہونا سزا پر اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ اس سلسلہ میں حضرت بانی اسلام صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنا پاکیزہ نمونہ مسلمانوں کے سامنے تھا۔ حضورؐ نے ایک مرتبہ ایک امیر گھرانہ کی لڑکی کو اس کے جرم کی سزا دیتے وقت فرمایا تھا کہ اگر میری اپنی بچی سے بھی کوئی جرم سرزد ہو تو میں اسے بھی سزا دئے بغیر نہ چھوڑوں گا۔ گویا کہ جہاں بھارتی معاشرے میں نہ تو شودر کا خون ہی خون سمجھا جاتا تھا اور نہ اس کی عزت کو عزت تصور کی جاتی تھی۔ وہاں اسلامی معاشرے میں صدیوں سے چلے آ رہے اس نسلی امتیاز کو بھی مٹا دیا گیا اور شودر کا خون بھی خون اور اس کی عزت بھی عزت قرار دے دی گئی۔

پس سورن ہندوؤں کے لئے یہ بات بھی ناقابل برداشت تھی کہ انہیں ان کے جرائم کی سزا تجویز کرتے وقت ان کے صدیوں سے چلے آ رہے غلاموں کے برابر لا کھڑا کیا جائے۔ اور شودر کی جان۔ مال اور عزت کو بھی ان کی جان۔ مال اور عزت کے ہم پلہ سمجھا جائے۔ اس بات کو بھی انہوں نے اپنے معاشرے کے لئے ایک بہت بڑا زلزلہ تصور کیا۔ اسلام نے اسبارہ میں بھی اپنی تعلیمات کو مقدم کیا۔ سورن ہندوؤں کو چڑانے یا دبانے کا کوئی سوال ان کے مدنظر نہ تھا۔

بھارتی معاشرے میں ہندو مصنفین نے بھارت کے کروڑوں اچھوتوں کے لئے ترقی کی تمام راہیں بند کرنے والے قوانین اور تخیلات جمع کر دئے منجملہ ان تخیلات کے ایک تخیل مسئلہ تناسخ کی شکل میں تھا جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شودر ہے تو وہ اپنے پچھلے جنم کے اعمال کے نتیجہ میں شودروں کے گھر پیدا ہوا ہے اس کی ذلت اور رسوائی میں سورن ہندوؤں کا کوئی دخل نہیں۔ قدرت کو یہی منظور ہے کہ وہ اپنے اعمال کی سزا کے لئے اپنے تمام خیالات ترک کر کے اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی خدمت میں زندگی بسر کرے۔ گویا کہ اس کے ذہن کو ماؤف کرنے کے لئے ہندو معاشرے میں مسئلہ تناسخ کو داخل کیا گیا۔ اور اسبارہ میں شودر کے لئے یہ نصیحت دی گئی کہ:۔

"شودر کو چاہیئے کہ مذمت حسد۔ غرور وغیرہ کو چھوڑ کر براہمن۔ کشتری اور ویشوں کی خدمت حسب مناسب کرے شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے"

(منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۹۱ و ستیارتھ پرکاش سملاس ۳۳)

(باقی)

ضروری اعلان

مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۶۲ء بروز جمعرات صبح گیارہ بجے لجنہ اماء اللہ کے ہال میں فضل عمر جونیئر ماڈل سکول کے بچوں کی دی ہوئی اشیاء کی نمائش لگائی جائیگی نیز ایک تفریحی پروگرام بھی پیش کیا جائے گا۔

تمام بہنوں سے درخواست ہے کہ وہ شرکت فرما کر ننھے بچوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں۔

(ہیڈ مسٹرس فضل عمر جونیئر ماڈل سکول)

درخواست دعا

میری اہلیہ ایک عرصہ سے بیمار تھی اب لاہور میں ۸ نومبر کو اپریشن ہوا ہے۔ بفضل خدا تعالیٰ اپریشن کامیاب ہو گیا ہے مگر مریضہ بہت کمزور ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔

سید محمد زمان شاہ

ایڈووکیٹ مانسہرہ

لجنہ اماء اللہ نیروبی (مشرقی افریقہ) کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبیؐ

مورخہ ۲۲ اکتوبر بروز ہفتہ بمکان محترم جناب بشیر احمد صاحب بٹ جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت محترمہ ناصرہ ندیم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ نیروبی نے کی۔

تلاوت قرآن پاک محترمہ بیگم محمود احمد صاحب قریشی نے کی۔ پھر نعت محترمہ بیگم بشیر احمد صاحب بٹ نے خوش الحانی سے پڑھی۔ ازاں بعد محترمہ بیگم عبدالرحمٰن صاحب بٹ نے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔ پھر محترمہ بیگم سید احمد ناصر صاحب نے نجات دل ہیں سے سلام پڑھا۔ ہر موقع پر ناصرات الاحمدیہ نیروبی بھی ان کے ساتھ "علیک الصلوٰۃ وعلیک السلام" پڑھتی تھیں۔ بعد میں محترمہ بیگم سید اقبال شاہ صاحب نے فتح مکہ کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بے نظیر عفو واضح کیا۔ محترمہ بیگم امین احمدی صاحب نے نعت "ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" خوش الحانی سے پڑھی۔ پھر محترمہ بیگم چوہدری محمد شریف صاحب نے رسول پاکؐ کی زندگی میں اخلاقی خصوصیات پر تقریر کی۔ عزیزہ شہوار النساء بٹ نے نعت پڑھی۔ محترمہ بیگم مظفر احمد صاحب کھوکھر نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ پر روشنی ڈالی۔ بعد میں عزیزہ ثروت و عصمت دختران ڈاکٹر سید انور شاہ صاحب مرحوم نے مل کر خوش الحانی سے نعت پڑھی۔ آخر میں صدر جلسہ ناصرہ ندیم نے رسول پاکؐ کی خاص خاص دعاؤں کا ذکر کیا۔ اور زمانہ کے حالات کے مطابق ورد زبان رکھنے والی دعائیں بتائیں۔

آخر میں ناصرات الاحمدیہ نیروبی نے مل کر نہایت احسن طریقے سے نعت پڑھی۔

جلسہ کے لئے مکان کے صحن میں سائبان لگایا گیا تھا۔ حاضری کافی تھی۔ غیر احمدی معزز بہنیں کافی تعداد میں آئی ہوئی تھیں۔ حاضرین نے نعتوں اور تقریروں کو نہایت سکون اور اطمینان سے سُنا اور محظوظ ہوئیں۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ حاضرین کی تواضع ... سے کی گئی۔

(سیکرٹری جلسہ)

تابوت کی تدفین

میرے خسر محترم ملک محمد شفیع صاحب مرحوم لائلپوری جو ۲۸ اپریل ۱۹۶۰ء کو لائلپور میں وفات پا گئے تھے کا تابوت مورخہ ۱۱ نومبر بروز جمعۃ المبارک مسجد مبارک کے پاس لایا گیا اور عصر کی نماز کے بعد مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نماز جنازہ پڑھائی اور کافی دور تک کندھا دیا۔ اور بہشتی مقبرہ میں تابوت کی تدفین عمل میں آئی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ نے دعا کرائی۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا کرے اور دین و دنیا میں ان کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

(محمود احمد سعید واقف زندگی۔ ربوہ)

گمشدہ گھڑی

ایک گھڑی رسٹ واچ جس کا میکر Comary ہے اور جس پر سیاہ رنگ کا سٹیپ لگا ہوا ہے۔ ۱۰/۱۱ کو انجمن کے کوارٹروں کے اردگرد کہیں گر گئی ہے۔ جس صاحب کو ملے وہ ازراہ کرم خاکسار کو پہنچا دیں۔

(ملک منور احمد فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ۔ ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

بنیجر سید محمد احمد شاہ صاحب ولد سید پیر حاجی علی احمد صاحب موصی نمبر ۱۲۵۷۵ کے موجودہ ایڈریس کی دفتر ہذا کو ضرورت ہے اگر کسی دوست کو ان کے ایڈریس کا علم ہو تو دفتر کو مطلع فرمائیں یا خود اس اعلان کو پڑھیں تو اپنے مکمل پتہ سے مطلع فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

تصحیح

اخبار الفضل مورخہ ۸ نومبر ۱۹۶۰ء میں "مرحوم محسنوں کو ایصال ثواب کی قابل قدر مثالیں" کے تحت شائع ہونے والی فہرست نمبر ۱ کے شمارہ نمبر ۱۱۳ میں غلطی ہوگئی ہے جب ذیل تصحیح فرمالی جائے۔

(۱۱۳) مکرم مرزا عبدالحفیظ صاحب وکیل نوشہرہ۔ حق مہر والد مرزا غلام رسول صاحب مرحوم۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

درخواستہائے دعا

والد محترم مستری محمد اسمٰعیل صاحب عرصہ دس ماہ سے بیمار چلے آرہے ہیں سب بہنوں اور بھائیوں اور بزرگان سلسلہ سے درخواست دعا ہے۔ (محمد اسلم طاہر تلونڈی ربوہ)

قبول احمدیت کی دلچسپ سرگذشت

صیغہ نشر و اشاعت کی طرف سے عنوان بالا کے تحت

ایک اہم کتاب کی اشاعت کا فیصلہ

جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والے سینکڑوں نہیں ہزاروں ایسے خوش قسمت افراد ہیں جن کی سلسلہ حقہ میں شمولیت کی روئداد خود ان کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہے ہی وہ دوسروں کی ہدایت و رہنمائی کا موجب بھی ہو سکتی ہے۔ مگر افسوس کہ سلسلہ کے لٹریچر میں ایسی کوئی کتاب موجود نہیں جس میں قبول احمدیت کے دلچسپ واقعات کو جمع کر دیا گیا ہو۔ نتیجہ یہ ہے کہ جماعت اپنی تاریخ کے ہزاروں قیمتی اوراق سے محروم ہے۔ بعض کتابوں میں ایک حد تک یہ مضمون ملتا ہے۔ مگر اپنی افادیت و اہمیت کے باوصف ان سے یہ قومی تقاضا پورا نہیں ہو سکتا لہٰذا نظارت اصلاح و ارشاد کے صیغہ نشر و اشاعت نے اس نوع کے قیمتی مجموعہ کے جلد شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اندریں حالات میں اس اعلان کے ذریعہ احباب جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس قومی خدمت میں صیغہ نشر و اشاعت سے پورا پورا تعاون کرتے ہوئے خود بھی اولین فرصت میں احمدیت سے وابستہ ہونے کے مختصر مگر جامع حالات قلمبند کر کے صیغہ متعلقہ کو ارسال کریں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی اس کی پرزور تحریک کریں تا سلسلہ احمدیہ کی ایک تاریخی امانت ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور ان کا قبول حق دوسری سعید روحوں کو حق و صداقت کے جھنڈے تلے جمع کرنے کا باعث بنے۔

نوٹ: ۱ـ جو احباب اس کتاب میں اپنے حالات کے ساتھ اپنا فوٹو بھی شائع کرانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنے فوٹو بلاک یا اس کا خرچ صیغہ کو بھجوا دیں۔

۲ـ اس مجموعہ کی ترتیب و تدوین کے سلسلہ میں دوست اپنے قیمتی مشوروں سے بھی صیغہ کی ... اعانت کر سکتے ہیں۔

امید ہے اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اس طرف فوری توجہ فرمائیں گے۔ جن کی طرف سے اس قسم کے حالات پہلے اخبار میں شائع ہو چکے ہوں وہ لکھوا کر بھجوا دیں۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد۔ ربوہ)

خوشی اور غم ہر دو مواقع پر صدقہ دینے والوں کی فہرست نمبر ۲

ارشاد نبوی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تعمیر مساجد ممالک بیرون کا چندہ صدقہ جاریہ کا حکم رکھتا ہے۔ اگر مومن کو خوشی پہنچے تو بطور شکرانہ اور اگر غم پہنچے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت کو جوش میں لانے کے لئے یہ چندہ ... بطور صدقہ ادا کرنا اس کے لئے اطمینان قلب کا موجب ہوتا ہے۔ اس نیک مقصد کے تحت اس مد میں حسب ذیل بھائیوں نے حصہ لیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان سب کو ہمیشہ اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ اور ان کی مشکلیں آسان کرے۔ پیش از پیش دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

۶۴ـ مکرم چوہدری سلطان محمد خانصاحب۔ خانقاہ شریف بہاولپور — ۱/-
۶۵ـ مکرم یار محمد صاحب مدرس مجوکہ ضلع سرگودھا — ۱۳
۶۶ـ مکرم میاں محمد عبداللہ صاحب توحید فارم پشاور — -
۶۷ـ مکرم میاں عطاء اللہ صاحب چک نمبر ۱۶۳ ضلع ملتان — ۴
۶۸ـ مکرم ملک عبدالمجید صاحب۔ مجید آٹو سٹور۔ ربوہ — ۱/-
۶۹ـ مکرم ضیاءالدین صاحب سنبڑیال۔ ضلع سیالکوٹ — -
۷۰ـ مکرم عبدالمجید صاحب کوٹ گھمن۔ ضلع شیخوپورہ — -
۷۱ـ مکرم چوہدری فتح محمد صاحب محمد نگر۔ لاہور — -
۷۲ـ مکرم ماسٹر شیر علی صاحب دارالیمن۔ ربوہ — -
۷۳ـ مکرم چوہدری ناصر احمد صاحب سرائے عالمگیر ضلع گجرات — ۱/-

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

---

(۲) میرے چھوٹے بھائی کو اپنڈے سائٹس کا شدید دورہ ہوا ہے۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ خداوند کریم جلد صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

(محمد الدین سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چک نمبر ۲۶۷ ج ب سنتوکی گڑھ۔ ضلع لائلپور)

وصایا

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل شائع کی جا رہی ہیں۔ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ ربوہ کو ضروری تفصیل کے ساتھ مطلع فرمائیں۔ سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

نمبر ۱۵۸۵۷: میں محمد ظہیر الدین احمد ولد قطب الدین صاحب قوم جٹ ہرل پیشہ ملازمت عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ۱۳ گلی شیخاں شاہدرہ ضلع شیخوپورہ۔ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۳ ماہ ستمبر ۱۹۶۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ — میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں ہے۔ میری ماہوار آمدن ۱۴۰/۱۰/- روپے یکصد چالیس روپے دس آنہ صرف ہے آمد کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا ہونگا۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ ہوگی۔ مگر جس جائیداد کا حصہ وصیت اپنی زندگی میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے خزانہ میں داخل کر کے رسید حاصل کروں گا۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت پر وصیت حاوی نہ ہوگی۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر رقم یا جائیداد کا حصہ وصیت اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا کرونگا اللہ تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

العبد:- محمد ظہیر الدین احمد ولد چوہدری قطب الدین۔

گواہ شد:- حکیم مولوی نظام الدین۔ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ بیگم کوٹ ڈاک خانہ شاہدرہ (لاہور)

گواہ شد:- چوہدری محمد حسین ٹھیکیدار وصیت ۶۸۹۶

نمبر ۱۵۸۵۸: میں امۃ اللہ بیگم زوجہ عبد المجید عاجز قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۹ سال تقریباً تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حویلیاں ضلع ہزارہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۰/۹/۱۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے حق مہر مبلغ پانصد روپے جو کہ بذمہ خاوند واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ زیور نقرہ یا طلائی کوئی نہیں۔ ایک عدد مشین سنگر جس کی قیمت ۳۷۵/- روپے ہے جو میری ملکیت ہے۔ کل میزان معہ حق مہر ۸۷۵/- روپے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بطور حصہ جائیداد داخل کروں یا جائیداد کا کوئی حصہ انجمن کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ جائیداد وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

راقم الحروف عبد المجید عاجز ولد شیخ عبد الحمید صاحب خاوند موصیہ

الامۃ:- امۃ اللہ بیگم زوجہ شیخ عبد المجید صاحب عاجز ۶۰/۹/۱۸

گواہ شد:- سید ولایت شاہ ولد سید رمضان شاہ صاحب انسپکٹر وصایا کارکن دفتر وصیت۔ ۶۰/۹/۱۸

گواہ شد:- عبد المجید عاجز خاوند موصیہ ۶۰/۹/۱۸

نمبر ۱۵۸۵۹: میں آمنہ بیگم زوجہ غلام حسین قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن ۲۶ مزنگ روڈ لاہور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶۰/۹/۱۰ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے

(۱) ایک مکان واقعہ محلہ دار الرحمت ربوہ رقبہ ایک کنال مالیتی چھ ہزار دو پیسہ ۱۴۳ نیز عدد انگوٹھیاں طلائی نگ والی ۱ تولہ مالیتی ۱۰۸/- روپے کانٹے طلائی وزنی ۱۰-۱ تولہ مالیتی ۱۸۵/- کل زیور وزنی ۵ ماشہ ۲ رتی ۲ تولے مالیتی ۲۹۳/- روپے۔

(۲) حق مہر بذمہ خاوند واجب الادا مبلغ دو ہزار روپے۔ میں اپنی مذکورہ بالا جائیداد مالیتی ۸۲۹۳/- روپے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

الامۃ:- آمنہ بیگم

گواہ شد:- غلام حسین ولد اللہ بخش خاوند موصیہ ۲۶ مزنگ روڈ لاہور

گواہ شد:- عبد الحمید صدر حلقہ مزنگ جماعت احمدیہ لاہور ۲۵ ٹمپل روڈ۔ لاہور۔

پاکستان کی حالیہ تاریخ میں دوسرا اہم ترین واقعہ

صدر ایوب توقع سے پہلے کشمیر کی گتھی سلجھانے میں کامیاب ہو جائینگے

راولپنڈی ۱۵ نومبر۔ راولپنڈی میں متفقہ طور پر اس رائے کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ صدر ایوب کا دورہ مصر سعودی عرب پاکستان کی حالیہ تاریخ کا دوسرا اہم ترین واقعہ ہے۔ پہلا واقعہ گذشتہ ستمبر میں ایوب نہرو ملاقات تھی۔

صدر ایوب کے اس دورہ کے بعد کشمیر کے مسئلہ میں پھر جان پڑ گئی ہے، چنانچہ یقین کیا جاتا ہے کہ صدر پاکستان اپنی خاص حکمت عملی سے کام لے کر اس گتھی کو توقع سے بہت پہلے سلجھانے میں کامیاب ہو جائینگے

جب صدر ایوب نے ملک کی زمام اقتدار سنبھالی تو کشمیر کا مسئلہ حفاظتی کونسل کے ایجنڈے پر موجود تھا۔ لیکن اس مسئلہ کے زیر بحث آنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ عام خیال یہ تھا کہ حفاظتی کونسل نے کشمیر میں استصواب کرانے کے متعلق اپنی قرارداد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جب بھی کوئی قدم اٹھایا روس اپنے ویٹو کے ذریعہ اس کوشش کو ناکام بنا دے گا۔ اس اندیشے کے پیش نظر پاکستان صرف جنرل اسمبلی کی طرف رجوع کر سکتا تھا لیکن یہاں بھی یہ خطرہ تھا کہ پاکستان حصول انصاف کے لئے جنرل اسمبلی میں دو تہائی اکثریت حاصل نہیں کر سکے گا کیونکہ یہاں افریقی و ایشیائی ملک کشمیر کے بارے میں سرد مہری سے کام لے رہے تھے۔ وہاں روس اور اسکے پٹھو ملکوں کی طرف سے پاکستان کی مخالفت یقینی نظر آتی تھی۔ لیکن اب اسی سلسلہ میں خیال کیا جاتا ہے کہ صدر ایوب کو قاہرہ میں جو کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اس نے حالات کا رخ بدل دیا ہے۔ متحدہ عرب جمہوریہ کے صدر ناصر نے حال ہی میں نہ صرف سب قوموں کے حق خود ارادیت کی حمایت کی بلکہ انہوں نے کشمیر کا تنازعہ سلجھانے میں مدد دینے کی پیشکش کا بھی اعادہ کیا خیال ہے کہ صدر ناصر کا یہ رویہ مسئلہ کشمیر کے تصفیہ میں بڑی مدد دے گا۔ اور پاکستان مناسب وقت آنے پر جنرل اسمبلی کی طرف رجوع کر سکے گا۔

سعودی فوجوں کو جدید اسلحہ سے لیس کیا جائیگا

بیروت ۱۵ نومبر۔ حجاز کے شاہ سعود نے کہا ہے کہ سعودی عرب کی فوجوں کو مغربی ملکوں کی طرز پر از سر نو منظم کیا جائے گا اور انہیں جدید قسم کے ہتھیاروں سے مسلح کر دیا جائے گا۔ شاہ سعود نے یہ الفاظ اپنی تخت نشینی کی سالگرہ کے موقع پر اپنی تقریر میں کہے شاہ نے عرصہ کے بعد براہ راست عوام سے خطاب کیا۔ سیاسی مبصروں نے اندازہ لگایا ہے کہ شاہ سعود نے دو برس کی خاموشی کے بعد اب پھر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔

اردن اور عراق کی بات چیت کامیاب رہی

بغداد ۱۵ نومبر اردن اور عراق میں تجارتی و سفارتی تعلقات بحال کرنے کے لئے حکومت عراق سے اردنی وفد کی بات چیت کامیابی سے مکمل ہو گئی ہے۔ یاد رہے دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات ۱۹۵۸ء میں ختم ہو گئے تھے جب کہ عراق کے شاہ فیصل کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا تھا

تقریب شادی و درخواست دعا

میرے چھوٹے بھائی ملک مبشر احمد ابن ملک محمد شفیع صاحب مرحوم لائلپوری کی شادی مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۶۰ء بروز اتوار عمل میں آئی۔ ان کا نکاح مسماۃ عتیقہ تسنیم صاحبہ بنت ملک محمد الدین صاحب چک ۲۲۶ گ ب خانپور کے ہمراہ دو ہزار روپیہ حق مہر پر لائلپور میں ۱۹۵۶ء میں پڑھا گیا تھا

احباب جماعت اور بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

خاکسارہ

امۃ السلام محمود ربوہ۔

اعانت الفضل

مکرم شیخ دوست محمد صاحب شمس لائلپور کے لڑکے شیخ شفیق احمد صاحب نے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس اور شیخ لئیق احمد صاحب نے۔ بی۔ اے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ اسی خوشی میں مکرم شیخ محمد یوسف صاحب نے مبلغ پانچ روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ شیخ شفیق احمد صاحب و شیخ لئیق احمد صاحب کی کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(مینجر الفضل)

محترمہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ملک محمد شفیع صاحب کی وفات

انا للہ وانا الیہ راجعون

ربوہ ـــ مکرم ملک محمد شفیع صاحب صدر محلہ دارالرحمت وسطی کی بڑی اہلیہ محترمہ مریم بیگم صاحبہ مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۶۰ء بروز دوشنبہ صبح فضل عمر ہسپتال میں وفات پاگئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وفات کے وقت مرحومہ کی عمر قریباً ۶۲ سال تھی۔

مورخہ ۱۵ر نومبر کو ساڑھے دس بجے صبح حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ بہت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی نے جنازے کو کندھا بھی دیا۔ بعد ازاں مرحومہ کی نعش کو حسب وصیت مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کیا گیا۔

مرحومہ نہایت مخلص۔ نیک اور سلسلہ کی خاطر بڑھ چڑھ کر قربانی کرنے والی خاتون تھیں۔ آپ کو اپنے سسرال میں سب سے پہلے قبول احمدیت کی توفیق نصیب ہوئی۔ آپ عمر بھر پورے ذوق وشوق اور فراخدلی کے ساتھ سلسلہ کی مالی خدمت میں حصہ لیتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرتے ہوئے دین و دنیا میں ہر طرح ان کا حامی وناصر ہو۔ آمین +

مجلس علمی جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام ایک اہم لیکچر

مورخہ ۱۷ر نومبر بروز جمعرات "الجمعیۃ العلمیۃ" جامعہ احمدیہ کے زیر اہتمام مکرم عبدالسلام صاحب اختر ایم اے

"قوت مؤثرہ اور قوت متاثرہ"

کے موضوع پر ساڑھے دو بجے بعد دوپہر جامعہ احمدیہ کے ہال میں ایک اہم لیکچر دیں گے۔ احباب سے درخواست ہے کہ اس جلسہ میں شامل ہو کر مستفید ہوں۔ (الامین الجمعیۃ العلمیۃ)

لیڈر

(بقیہ صفحہ ۲)

تک پہنچتا ہے۔ دونوں تحریکوں میں سے روحانیت یعنی ایمان باللہ ایمان بالرسالت اور ایمان بالمعاد کے عناصر یا تو محض ضمنی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور یا بالکل حذف ہو جاتے ہیں کیونکہ دونوں تحریکوں میں نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اعمال کو محض پوجا پاٹ کا نام دیا گیا ہے اور اپنے اپنے ذوق کے مطابق آمریت اور ملکیت کے نظریات کو تقویت دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس لئے یہ دونوں تحریکیں تجدید واحیائے اسلام کی بجائے حقیقی اسلام کے راستہ میں روک بنتی ہیں اور ان کو گمراہی کی بھول بھلیوں میں پھنسا دیتی ہیں۔

صوفی صاحب کے حوالہ کے آخری الفاظ یہاں پھر نقل کئے جاتے ہیں:۔

قرآن کہتا ہے۔

"اتبعوا سبیل من اناب الیّ ولا تتبع السُبُل متفرق بکم عن سبیلہ"

اس شخص کا اتباع کرو جو میری طرف انابت کر چکا ہے (انبیاء ومرسل مراد ہیں) مگر متفرق راہوں پر نہ پڑ جاؤ۔ اس لئے کہ وہ تمہیں تتر بتر کر دیں گی"۔

(الاعتصام ۴ر نومبر ۶۰ء)

یہ الفاظ حقیقت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں اگر کوئی رہنمائی حاصل کرنا چاہے۔ تجدید واحیائے اسلام کی ویسی تحریک وہی ہو سکتی ہے جس کو خود اللہ تعالیٰ برپا کرتا ہے جیسا کہ اس نے فرمایا ہے:۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

یعنی ہمیں نے ذکر کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ آج اسلام کی تجدید واحیا صرف وہی مامور من اللہ کر سکتا ہے جو آنحضرت صلعم کے ظل کے طور پر مبعوث کیا گیا ہے اور جو صرف ایک ہی صفت الٰہی کو لیکر اپنی خواہشات کی محل تیار نہیں کرتا بلکہ پورے اسلام کو آنحضرت صلعم کے نمونہ پر چل کر برپا کرنے کی کوشش کرتا ہے یعنی وہ عظیم انسان جسکے متعلق آنحضرت صلعم کی زبردست پیشگوئیاں موجود ہیں جسکے متعلق فرمایا گیا ہے کہ لا مھدی الا عیسٰی جو ایک پہلو سے "امتی" اور ایک پہلو سے "نبی" ہے۔

درخواست دعا

خاکسار کی نانی صاحبہ (اہلیہ چوہدری عبدالمنان خان صاحب کاٹھ گڑھی) تقریباً تین ماہ سے بہت بیمار چلی آرہی ہیں۔ بزرگان سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے کامل صحت عطا فرمادے۔

(عبدالحکیم خان کاٹھ گڑھی)

ضروری اعلان

احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان متعدد مرتبہ شائع کیا گیا ہے کہ الفضل میں اشاعت کے لئے بھجوائے جانے والے اعلان نکاح یا اعلان ولادت اپنی جماعت کے امیر یا پریذیڈنٹ کی وساطت سے بھجوائے جائیں۔ لیکن پھر بھی دوست ایسے اعلانات براہ راست بھیج دیتے ہیں جن کی اشاعت سے دفتر ہذا معذور ہے۔ ازراہ کرم جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان اپنے اپنے حلقہ کے احباب کو اس سے مطلع فرمادیں +

(مینیجر الفضل)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴